احمد جاوید

طلوعِ اسلام

(ایک نثری بیانیہ)

بند ا

ستارے بجھنے کی تیاری کر رہے ہیں
رات پر سمیٹ رہی ہے
چمکتی صبح آنے کو ہے، دیکھو۔۔۔۔
وہ دیکھو! زمین اور آسمان کے جُڑتے ہوئے کناروں پر سے سورج
دھیرے دھیرے ابھر رہا ہے
دھند اور اندھیرے کی طرح چھائی ہوئی
نیند نے چیزوں کو ڈھانپ رکھا تھا،
ان کا ہونا معطّل کر رکھا تھا۔۔۔۔
چھٹ گئی وہ نیند کسی واہمے کی طرح
سورج پورا نکل آیا جاگ اٹھی ہر شے اور
روشنی، حرارت اور بیداری کو ایک کرتا ہوا

❁

موت اور خواب کی زمین پر پڑا ہوا مشرق
جی اٹھا اُس روشنی سے
جو سورج دم کرتا ہے
تھک جانے والوں پر، سو جانے والوں پر، مر جانے والوں پر۔۔۔۔
روشنی، آگ ہے
مسلمانوں کی مردہ رگوں میں خونِ گرم بن کر
دوڑ جانے والی آگ،

زندگی ہے
زندگی! جو موت کے تار و پود سے بننے والا جال توڑ دیتی ہے،
روشنی ہے
روشنی! زمانوں کے گُھٹ میں اتری ہوئی ٹھنڈی تاریکی کو بہالے جانے والی باڑھ، سیلِ حیات ہے
جس نے مسلمان کو، اس درختِ زرد کو، شاخ شاخ، برگ برگ، ریشہ ریشہ ہرا کر دیا
کہاں ہیں ابنِ سینا اور فارابی!
مگر نہیں۔۔۔ وہ کیا جانیں اس جذبِ وجود کو
وہ تو شمعِ تصویر کے پروانے ہیں، انہیں کیا معلوم زندگی کے چراغ کا شعلہ کتنا بلند اور کتنا روشن اور کتنا گرم ہوتا ہے!

❁

زندگی، سمندر ہے
سمندر ہے یہ کائنات بھی
مغرب اس سمندر کا بھنور ہے، ایک چھوٹی طغیانی
جس نے سمندر کو دہلا رکھا ہے
لیکن مسلمان!
مسلمان، موتی ہے اسی سمندر کا جو
زندگی ہے اور کائنات ہے۔۔۔
اچھا ہے سمندر اس گرداب سے اور
اس طوفان سے ڈولتا رہے
یہاں تک کہ موتی اسے اپنے اندر جذب کرلے۔۔۔۔
پھر سُن لو
موتی سمندر میں ہوتا ہے
اور سمندر، موتی میں
مگر یہ بات بھنور کو نہیں معلوم
وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ
سمندر اس کے چرخ پر
تیزی سے گھومتا ہے تو
یہ گردش موتی کو متھ رہی ہوتی ہے

❁

یہ سورج
غیب کی آگ کا شعلہ ہے
اور یہ دن رات
زمانے کی شاخ سے گرنے والے خشک پتّے!
یہ سورج صدیوں بعد زمین پر نازل ہوا ہے
اس بشارت کے ساتھ
ہاں ہاں! اس بشارت کے ساتھ
کہ اُٹھایا جائے گا ایمان والوں کو
ذِلّت کی کنکریلی مٹّی پر سے
اور دیا جائے گا ان کو
ترکمانی جلال کہ وقت کے سرکش گھوڑے کی کاٹھی پر جلوس کریں
اور ہندی ذہن کہ عقل کو پیشانی سے پکڑ کر لے آئیں اُس راہ پر جس کی منزل اللہ ہے
اور عربی نطق کہ حق بولے ان کی زبان سے

❁

تمھیں پھر بشارت ہو، اے ایمان والو!
تمہارے بیچ ایک عاشق آیا ہے
کہ مُغنّی بھی ہے ـ ـ ـ ـ
اس کا نغمۂ عشق بہار آہنگ ہے اور سحر تاثیر
تمہارے باغ میں زندگی اور بیداری کا پیغام ہے، وہ اس صبح کی طرح ـ ـ ـ
بعض غنچے کہ ابھی بہار کے تجربے سے نہیں گزرے
صبح کی نرم اور اجلی آواز سُن کر بھی
اپنی بیداری مکمّل کرنے سے رہ جاتے ہیں
نابلد ہیں وہ جاگنے اور جینے، کھلنے اور چمکنے کے احوال سے
جو زندگی کی آنکھوں میں سے کھینچ نکالتے ہیں
نیند کا آخری ذرّہ بھی
اور برابر کر دیتے ہیں
زندگی کی چادر پر گندہ سلوٹیں ـ ـ ـ
اس عاشق کو
اور اس مُغنّی کو دی گئی ہے

صبح کی غنائیہ ٹھنڈک
اور سورج کی آتشیں ندا
جو جاگ اُٹھنے والوں کی بیداری کو
مکمّل کرتی ہے اور کُھرچ ڈالتی ہے
نیند کی جمی ہوئی تہ کو
روشنی کے نشتر سے

❁

اے عاشق، اے مُغَنّی!
تو بلبل ہے اس باغ کا
جسے یہ صبح
بہار آمادہ کر رہی ہے
تو سیماب ہے
قدیم عاشقوں کے دل کی طرح دھڑکتا ہوا سیماب
جس کو تڑپ اور تپش تقدیر کی گئی ہے
سو تڑپ اس باغ کے زرد پھیلاؤ میں
اس کے گرد آلود درختوں کے سرمئی گھراؤ میں
اور سورج کے رُخ پر جھکی ہوئی ڈالی پر
جہاں تیرا آشیانہ ہے---
یہاں تک کہ
زمانے کے الاؤ میں بھسم ہو جانے والی
بہار کی یہ رنگین راکھ
زمین پر کسی دھبّے کی طرح منقّش
یہ چمن
جاگ اُٹھے اور
دور ہو جائے
زندگی کے آہنگ میں پڑنے والا
یہ سکتہ

❁

وہ آنکھ جو بوجھ لیتی ہے

صورت میں حقیقت کو
ظاہر میں باطن کو
وہ آنکھ جو اُتر جاتی ہے
خورشید کے دل میں اور
کھوج نکالتی ہے اُس کا مرکز
جہاں رات آتی ہے
نہ دھوپ پڑتی ہے۔۔۔
وہ آنکھ بھلا دیکھے گی
تصویر کیا گیا شعلہ!
چمکائی ہوئی تلوار
یا رنگ کیا ہوا گھوڑا!
جبکہ وہ دیکھ رہی ہے اُس روشنی کو،
اُس گرمی کو
اور اُس الاؤ کو
سورج جس کی ایک چنگاری ہے۔۔۔
ہاں دیکھ رہی ہے وہ یہ سب کچھ
ایک سینے میں
کہ تجلیوں کا نشیمن ہے
اور زلزلوں کا مسکن

یہ سینہ
اور اس میں رکھّا گیا دل
وَدِیعَت ہوا ہے اُس جوان کو
جس کی تلوار کو نیام نہیں سوجھتی
اور
جس کے جھنڈے کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا

❁

اے عاشق، اے مُغنّی
اے آفتاب کو آواز بنا دینے والے شاعر!
تو عندلیب ہے اس چمن کا جسے

گزری ہوئی بہار کے انتظار نے پتھرا دیا ہے
یہاں بادل دھول برساتے ہیں اور
ہوا زہریلے سانپ کی پھنکار بن گئی ہے
اندھیرے اور سنّاٹے کے سیاق و سباق میں جکڑے ہوئے لفظ کی طرح یہ چمن
سُجھائی نہیں دیتا، سنائی نہیں دیتا
تو روشنی ہے علم کی
جو دلوں کو اُجال دیتی ہے
تو آواز ہے عشق کی
جس کی گونج
وقت کے گنبد کا اثاثہ ہے
ہاں تو اے روشنی جیسی آواز
اے آواز جیسی روشنی!
توڑ دے اس اندھیرے اور سنّاٹے کو
بھر دے اس خالی باغ کو
شادابی اور رنگینی کے جھماکے سے
اس مہمل لفظ کو
آفاق کی حدوں میں نہ سمانے والے معنی سے۔۔۔
گُلِ لالہ
بہار کا آخری معجزہ
زمانے کے غبار میں دھندلایا ہوا
کسی منجمد لمحے کی طرح
کسی ساکت پرچھائیں کی مثال
چمن کی ساری ویرانی اور افسردگی کو سمیٹے
سرفگندہ۔۔۔
اس کے ضمیر میں بجلی بن کر اُتر جا اور
اس قدیم آگ کا کوئی شعلہ اسے تعلیم کر
جس سے عشق کا شجر سیراب ہوتا ہے
جو حُسن کے غیب در غیب چہرے کو
سینوں میں تاب ناک رکھتی ہے

یہ لالۂ بے سُوز
دراصل آگ کا پھول ہے
جس پر بہار کی ہوا نہیں چلتی
یا چراغ جس پر ایسی رات آئی
کہ اس کا شعلہ مرجھا گیا
اس پھول میں دوبارہ حرارت پھونک دے
اس چراغ کی لو نئے سرے سے اونچی کر دے
مسلمان کا دل
دل نہیں رہا
گدلی برف کے اس ٹکڑے کو
پھر سے دل بنا دے
وہی دل
کہ ہوا کرتا تھا
کائنات کو گردش میں رکھنے والا بگولا
حریمِ جمال کی چوکھٹ پر جلنے والا چراغ